اللہ تعالیٰ کی صفت السّلام

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۱۷؍ دسمبر ۲۰۰۱ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:

یَّهۡدِیۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَیَهۡدِیۡهِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۱۷﴾

(المائدہ:۱۷)

اور پھر یوں ترجمہ بیان فرمایا:

اللہ اس کے ذریعہ انہیں جو اس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اِذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

آج کا خطبہ خدا تعالیٰ کی صفت ''اَلسَّلَام'' کے تعلق میں ہے اور آج اَلسَّلَام سب پر ہو، تمام معتکفین پر، سب دنیا کے رہنے والوں پر، سب احمدیوں کو ہمارا السلام علیکم پہنچے۔

آنحضرت ﷺ نے ''اَلسَّلَام'' سے متعلق جو باتیں کہیں ہیں اس سے پہلے میں لغت بیان کر دوں۔

سَلِمَ یَسْلِمُ اَلسَّلْمُ وَ السَّلَامَۃ کا مطلب ہے ہر قسم کی ظاہری باطنی آفات سے مبرّا ہونا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ (الشعراء:۸۹) یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے متعلق ہے کہ قلب سلیم کے ساتھ وہ اللہ کی طرف آیا۔ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک دل کے ساتھ۔اور یہ باطنی سلامتی کی مثال ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا ؕ (البقرۃ:۷۲) یہ گائے کے متعلق ہے جس کو یہود نے پوجنا شروع کر دیا تھا پھر بعد میں خدا تعالیٰ کے اذن سے قتل کر دیا۔ وہ صحیح سلامت ہے، اس میں کوئی داغ نہیں۔ یہ ظاہری سلامتی کی مثال ہے اور حقیقی سلامتی صرف جنت میں ہی حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ اس میں بغیر فنا کے بقا ہوگی، بغیر محتاجی کے استغناء ہوگا اور بغیر ذلت کے عزت ہوگی اور بغیر بیماری کے صحت ہوگی۔

اَلسَّلام: اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وصف سے متصف اس لئے قرار دیا گیا ہے کیونکہ اسے وہ عیوب اور آفات لاحق نہیں ہوتیں جو مخلوق کو لاحق ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَلٰمٌ ۟ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۹﴾ (یٰس:۵۹) اور سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ (الرعد:۲۵) نیز سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ (الصافات:۱۳۱) ان تمام مقامات پر سلامتی لوگوں کی طرف سے تو صرف زبان سے بھیجی جائے گی البتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں بالفعل سلامتی عطا فرمائی جائے گی۔

مفردات امام راغب میں ہے اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے کیونکہ وہ ہر نقص اور عیب اور فنا سے محفوظ ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۶﴾ (یونس:۲۶)

اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اس ضمن میں حدیث ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(اور ان باتوں کی طرف ہجرت کرے جن سے اللہ راضی ہوتا ہے)۔(بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ)

بخاری کتاب المظالم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کسی نے اپنے کسی بھائی پر، اُس کی عزت کے بارہ میں یا کسی اور بارہ میں کوئی زیادتی کی ہو، تو وہ آج ہی اس کا حساب چُکا لے قبل اس کے کہ وہ دن آجائے کہ اس کے پاس کوئی دینار و درہم نہ ہوگا۔ تب اگر اس زیادتی کرنے والے کے کوئی نیک اعمال ہوئے تو اس زیادتی کے برابر وہ اعمال اس (کے اعمال نامہ) سے وضع کر لئے جائیں گے اور اگر اس کے اعمال نامہ میں کوئی نیکیاں نہ ہوئیں تو جس پر اُس نے زیادتی کی تھی، اُس کی برائیاں لے کر زیادتی کرنے والے پر ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری۔ کتاب المظالم والغصب باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل فحللھا لہ)

حضرت خُفَاف بن اِیْماء غِفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک نماز میں یہ دعا مانگی اے اللہ! بَنِی لِحْیَان اور رِعْل اور ذَکْوَان اور عُصَیَّۃ پر لعنت بھیج کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ بَنی غِفَار پر اللہ اپنی مغفرت نازل فرمائے اور بنی اَسْلَم پر اللہ اپنی سلامتی نازل فرمائے۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب دعاء النبیؐ لغفار واسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

> ’’اسلام کی حقیقت نہایت ہی اعلیٰ ہے اور کوئی انسان کبھی اس شریف لقب اہل اسلام سے حقیقی طور پر ملقّب نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنا سارا وجود مع اس کی تمام قوتوں اور خواہشوں اور ارادوں کے حوالہ بخدا نہ کر دیوے اور اپنی انانیت سے مع اس کے جمیع لوازم کے ہاتھ اٹھا کر اسی کی راہ میں نہ لگ جاوے۔ پس حقیقی طور پر اسی وقت کسی کو مسلمان کہا جائے گا جب اس کی غافلانہ زندگی پر ایک سخت انقلاب وارد ہو کر اس کے نفس امّارہ کا نقش ہستی مع اس کے تمام جذبات کے یکدفعہ مٹ جائے اور پھر اس موت کے بعد محسن لِلّٰہ ہونے کے نئی زندگی اس میں پیدا ہو جائے اور وہ ایسی پاک زندگی ہو جو اس میں بجز طاعت خلق اور ہمدردی مخلوق کے اَور کچھ بھی نہ ہو۔‘‘
>
> (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۰۔۶۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور اقتباس ہے:

''یقیناً سمجھو کہ دینِ اسلام عالَم روحانی کے لئے مرکز ہے کیونکہ جسمانی ملک روحانی ملک کے لئے تابع ہے اور خدا تعالیٰ نے جسمانی ملک کی سلامتی اور بزرگی روحانی ملک میں رکھی ہے اور اسی طرح سنّت اللہ واقع ہوئی ہے۔ اور خدا تعالیٰ جس وقت ارادہ فرماتا ہے کہ کسی قوم کو بلندی بخشے تو ان کو دین میں عالی ہمّت اور صاحب غیرت کر دیتا ہے۔ پس دشمن کے لئے کھڑے ہو جاؤ لیکن نہ بیوقوفوں کی طرح بلکہ عقلمندوں اور حکیموں کی طرح۔ اور ظلم کا طریق مت اختیار کرو اور چاہئے کہ تمہارے دل میں اُس کا خیال ہی نہ آوے بلکہ خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو اور اس کی ہدایت کو پھیلاؤ۔ اور خدا تعالیٰ پاکوں کو دوست رکھتا ہے۔ پس تمہاری حمیّتِ اسلامی اور غیرت دینی سے امید ہے کہ عقلمندوں کی طرح اسباب تیار کرو، نہ جاہلوں اور مجنونوں کی طرح۔ اور کچھ شک نہیں کہ گمراہوں کا سمجھانا عالموں پر فرض ہے۔ پس خدا تعالیٰ کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور اس کی ہدایت کو پھیلاؤ اور اس پر کسی اور کے بدلہ کی امید مت رکھو۔''

(نور الحق حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۲۴۹۔۲۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے پس چاہئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ۔''

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۲۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اب دَور مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہر حال خدا تعالیٰ آسمان سے

ایسے اسباب پیدا کر دے گا کہ جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خونریزی سے پُر تھی، اب عدل اور امن اور صلحکاری سے پُر ہو جائے گی۔ اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصہ لیں۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۹)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۴﴾ (الحشر:۲۴)

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلام ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، کامل غلبہ والا ہے، ٹوٹے کام بنانے والا ہے (اور) کبریائی والا ہے۔ پاک ہے اللہ اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز میں یوں دعا مانگتے اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰه. اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ. اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ ۔ایک روز آنحضرت ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ '' کہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے اس پر تم کیا سلامتی بھیجتے ہو؟ پس جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ میں بیٹھے تو یہ دعا پڑھے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ. اَلسَّلَامُ عَلَيْکَ اَيُّهَاالنَّبِیُّ وَرَحْمَةُاللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰی عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ۔یعنی تمام زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبیؐ! تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات ہوں۔ سلامتی ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر۔ اگر تم یہ دعا پڑھو گے تو گویا تم نے زمین و آسمان میں موجود ہر شخص کے لئے سلامتی کی دعا کر دی۔

اس کے بعد پھر یہ کہے کہ اَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اور اس کے بعد پھر جو بھی دعا چاہے یا پسند کرے، مانگے (صحیح بخاری کتاب الاذان باب التشہد فی الآخرہ، مسند احمد بن حنبل کتاب مسند المکثرین من الصحابۃ باب مسند عبدالرحمٰن بن مسعود 3439)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسلم میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز

سے سلام پھیرتے تو تین دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتے اور پھر یہ دعا پڑھتے ’’اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ‘‘ کہ اے اللہ تو سلام ہے۔ سلامتی تجھ ہی سے ہے۔ اے جلال و اکرام والے، تو برکت والا ہے۔ (مسلم کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ وبیان صفتہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’اسلام کا اصلی سرچشمہ اور اس کا حقیقی منبع اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس کا نام اَلسَّلَام ہے۔ قرآن کریم میں اس مبارک نام کا مبارک ذکر اس کلمہ طیبہ میں آیا ہے ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ ۔۔۔۔ یعنی وہی اللہ ہے۔ کوئی معبود اور کاملہ صفات سے موصوف اس کے سوا نہیں۔ وہ حقیقی بادشاہ، ہر ایک نقص سے منزّہ و بے عیب وسلامت ہے۔ اور اسلام کا حقیقی ثمرہ دارالسلام ہے جس کا آسمان وزمین اور درودیوار اور جس کے تمام یارو غمگسار طیّب ہونگے اور ان کے میل جول میں سلامتی وسلام ہی ہوگا۔ جیسے فرمایا وَ تَحِیَّتُھُمْ فِیْھَا سَلٰمٌ (یونس:۱۱)‘‘ (نورالدین صفحہ ۱۔۲)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اَلسَّلَامُ یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اس کے معنے بھی ظاہر ہیں کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا، لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو اس بد نمونہ کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا‘‘......

پھر فرمایا کہ

’’خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں

شرمندہ نہیں ہو سکتا اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔ لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے۔ وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۴۔۳۷۵)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ۱۹۰۰ء میں الہام ہوا ''سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا اٰمِنِیْنَ۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ سَلَامٌ عَلَیْکَ جُعِلْتَ مُبَارَکًا. وَاِنِّی فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ۔'' (اربعین نمبر ۲ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ: ۳۵۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اس کا ترجمہ یہ کیا ہے:

''سلامتی کے ساتھ، پاکیزگی کے ساتھ، امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری مرادیں تجھے دے گا۔ تیرے پر سلام تُو مبارک کیا گیا اور جس قدر لوگ تیرے زمانہ میں ہیں سب پر مَیں نے تجھے فضیلت دی''۔ (تذکرہ صفحہ: ۲۹۹)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ بخار آیا تو الہام ہوا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' چنانچہ اس کے بعد بہت جلد تندرست ہو گئے۔ (تذکرہ صفحہ: ۳۳۲)

۱۹۰۳ء کا الہام ہے: ''سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ''۔ تمہارے لئے سلامتی ہو اور تم خوش رہو۔

(تذکرہ صفحہ: ۴۰۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جناب باری میں دعا کر رہے تھے کہ نزول وحی ہوئی۔ ''سَلَامًا سَلَامًا''۔ سلامتی، سلامتی۔ (تذکرہ صفحہ: ۴۴۷)

۱۹۰۷ء کا الہام ہے: ''سَلَامٌ عَلَیْکَ'' تجھ پر سلامتی ہو۔ (تذکرہ صفحہ: ۶۰۵)

پھر الہام ہے صرف ''سَلَامْ''۔ ترجمہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام: سلامتی۔

(تذکرہ صفحہ: ۶۱۴)

’’تَوَکَّلُوْا عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ . بِسَلَامٍ مِنَّا۔تو ہر ایک بلا سے بچایا جائے گا۔‘‘

(تذکرہ صفحہ:۶۱۸)

اس پر توکل کرو اگر تم مومن ہو۔ ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ۔

اب ’’ہدیۂ عید‘‘ کے عنوان سے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ خطبہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو عید کے موقع پر آپؑ نے دیا اور لوگوں کو خوشخبری دی اور عید مبارک کا پیغام اس خطبہ میں شامل ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی جو پیش از وقت شائع کی جاتی ہے، چاہئے کہ ہر ایک شخص اس کو خوب یاد رکھے۔

اوّل ایک خفیف خواب جو کشف کے رنگ میں تھا مجھے دکھایا گیا کہ مَیں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے۔ پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی۔ چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے، ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

یُبْدِی لَکَ الرَّحْمٰنُ شَیْئًا . اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ. بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ.

ترجمہ: خدا جو رحمان ہے، تیری سچائی کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ ظہور میں لائے گا۔ خدا کا امر آرہا ہے، تم جلدی نہ کرو۔ یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔

صبح پانچ بجے کا وقت تھا یکم جنوری ۱۹۰۳ء و یکم شوال ۱۳۲۰ھ روزِ عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔ اس سے پہلے ۲۵ دسمبر ۱۹۰۲ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اور وحی ہوئی تھی جو میری طرف سے حکایت تھی اور وہ یہ ہے:

اِنِّیْ صَادِقٌ صَادِقٌ وَ سَیَشْھَدُ اللّٰہُ لِیْ۔ ترجمہ: مَیں صادق

ہوں، صادق ہوں۔ عنقریب خدا تعالیٰ میری گواہی دے گا۔

یہ پیشگوئیاں باآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا امر میری تائید میں ظاہر ہونے والا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہوگی اور ایک وجاہت اور قبولیت ظہور میں آئے گی۔ اور وہ خدا تعالیٰ کا نشان ہوگا تا دشمنوں کو شرمندہ کرے اور میری وجاہت اور عزت اور سچائی کی نشانیاں دنیا میں پھیلا دے۔

نوٹ:- چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا ہے۔ اس ہدیہ پر ہم شکر کرتے ہیں اور ناظرین کو یہ بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم عنقریب ان نشانوں کے متعلق بھی ایک اشتہار شائع کریں گے جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک گزشتہ سالوں میں ظہور میں آ چکے ہیں۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۶۲۵ تا ۶۲۷)

اب کچھ حدیثیں ہیں:

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ أَیُّ الْإِسْلَامِ خَیْرٌ. قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ سب سے بہتر اسلام کونسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ کہ تو (بھوکے کو) کھانا کھلائے اور ہر ایک کو سلام کہے خواہ تو اسے جانتا ہو یا نہیں۔ (سنن نسائی۔ کتاب الایمان باب ایّ الاسلام خیر)

اس ضمن میں مَیں اپنے استاذ مرحوم حضرت حافظ محمد رمضان صاحب کا واقعہ آپ کو سناد یتا ہوں۔ حضرت حافظ صاحب رستہ چلتے ہوئے دور ہی سے جب کچھ آواز آتی تھی تو السلام علیکم بڑی اونچی آواز میں کہہ دیا کرتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے سلام کرنے والے کو خوشخبری دی ہوئی ہے اور بعض دفعہ وہ بکری ہوتی تھی یا بھینس یا گائے جس کے پاؤں کی آہٹ سے آپ کو لگتا تھا کوئی آ رہا ہے۔ تو لوگوں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے کہا دیکھو مَیں تو اندھا ہوں، مَیں تو دیکھ

نہیں سکتا۔ مجھے اتنا پتہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوا ہے اَفْشُوْا السَّلَامَ۔ سلام کہو اور پہلے کہا کرو۔ تو مَیں تو پہلے کر لیتا ہوں۔ تو وہ بہت ہی بزرگ نابینا تھے مگر عقل کے لحاظ سے صاحب فراست، بہت صاحب فراست انسان تھے۔ مجھے قرآن کریم انہوں نے شروع کروایا تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضروریات پوری کرنے میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی تمام ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان کی تکلیف دُور کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی تکلیفوں میں سے بڑی کو دور فرما دے گا۔ اور جس نے کسی کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (بخاری۔ کتاب المظالم والغصب باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ فرماتے ہیں:

”ہمارے نبی کریم ﷺ کے جہاں بڑے بڑے احسانات ہیں، ان میں میلوں کی اصلاح بھی ہے۔ چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی اس لئے ان کو ضائع نہیں کیا، صرف اصلاح کر دی۔ اور وہ یوں کہ جہاں ہر رسم و رواج کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور شفقت علی خلق اللہ کے نیچے رکھ لیا وہاں ان میلوں میں بھی یہی بات پیدا کر دی مثلاً عید کا میلہ ہے۔ آپؐ نے اوّل تو تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا کی تعظیم کے اظہار کے لئے وہ لفظ مقرر کیا جس سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں۔ صفات میں اَکْبَر سے بڑھ کر کوئی لفظ نہیں اور جامع جمیع صفات کاملہ ہونے کے لحاظ سے اللہ سے بڑھ کر اس مفہوم کو کوئی ظاہر نہیں کر سکتا۔

مخلوق پر شفقت کرنے کے لئے رمضان کی عید میں صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا ۔ یہاں تک کہ نماز میں جب جاوے تو اس کو ادا کر لے اور پھر یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تا کہ مساکین کو یقین ہو جائے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔

............پس کیا ہی مستحق ہے صلوٰۃ و سلام کا وہ رسول جس نے ہمیں

ایسی عمدہ راہ دکھائی۔ یہ چیزیں صرف اسی بات کے لئے تھیں کہ اللہ کی نسبت فرائض جو انسان کے ہیں اور جو فرائض مخلوق کی نسبت ہیں ان کو پورا کریں۔ مگر دنیا کے کسی میلے کو دیکھ لو، ان میں یہ حق و حکمت کی باتیں نہیں ہیں جو عیدین میں ہیں"۔ (خطبات نور صفحہ: ۴۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے، ان پر ٹھٹھے کئے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ: ۴۳۸-۴۳۹)

پھر فرماتے ہیں:

"اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر، غریب، بچے، جوان، بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں ان کو فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں۔ گو باپ جُدا جُدا ہوں مگر آخر تم سب کا رُوحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ: ۲۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”پھر مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سے ہیں جن میں اپنے بھائیوں کے لئے کچھ بھی ہمدردی نہیں۔ اگر ایک بھائی بھوکا مرتا ہو تو دوسرا توجہ نہیں کرتا اور اس کی خبر گیری کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ یا اگر وہ کسی اور قسم کی مشکلات میں ہے تو اتنا نہیں کرتے کہ اس کے لئے اپنے مال کا کوئی حصہ خرچ کریں۔ حدیث شریف میں ہمسایہ کی خبر گیری اور اس کے ساتھ ہمدردی کا حکم آیا ہے بلکہ یہاں تک بھی ہے کہ اگر تم گوشت پکاؤ تو شوربا زیادہ کرلو تا کہ اسے بھی دے سکو۔ اب کیا ہوتا ہے اپنا ہی پیٹ پالتے ہیں، لیکن اُس کی کچھ پروا نہیں۔ یہ مت سمجھو کہ ہمسایہ سے اتنا ہی مطلب ہے جو گھر کے پاس رہتا ہو بلکہ جو تمہارے بھائی ہیں وہ بھی ہمسایہ ہی ہیں خواہ وہ سو کوس کے فاصلے پر بھی ہوں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ: ۲۱۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”پس یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے؟ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ :۳) کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے“۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ: ۲۶۳-۲۶۴)

اب میں یاد دہانی کے طور پر یہ نصیحت بتا دیتا ہوں کہ اپنی عید کی خوشیوں میں اپنے غریب بہن بھائیوں کو بھی ضرور شامل کریں۔ مَیں ہمیشہ اس عید کے موقع پر یہ نصیحت کیا کرتا ہوں کہ اگر امراء

اپنے بچوں کے علاوہ غریبوں کے گھر جا کر ان کو عیدی دیں تو ان کا دل بے انتہا شکر سے لبریز ہو کر ان کو دعائیں دے گا۔ وہ ایسی دعائیں ہیں جو ضرور مقبول ہوں گی۔ پس ان کے گھر امیر کا جانا ہی ان کے لئے ایک شرف ہوتا ہے۔ پس اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور ان کو عید کی مبارکباد دیں اور جتنی توفیق ہو ان کو بھی اپنی عیدی میں شامل کریں۔

اب میں آخر پر ساری دنیا کی جماعتوں کو عید مبارک کا پیغام دینا چاہتا ہوں۔ ہمارے خاندان کے مختلف عزیزوں کی طرف سے اور اسی طرح ربوہ کی مختلف انجمنوں کی طرف سے، نیز مختلف ممالک کے امرا کی طرف سے مجھے فون اور فیکسز اور خطوط کے ذریعے عید مبارک کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ ”عید مبارک“ کا یہ اتنا بڑا سلسلہ ہے کہ خواہش کے باوجود بھی انفرادی طور پر ہر ایک کو جواب دینا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ اس لئے میں ایم ٹی اے کے ذریعہ اپنی طرف سے اور ساری جماعت احمدیہ عالمگیر کی طرف سے بھی آپ سب کو دل کی گہرائیوں سے عید مبارک پیش کرتا ہوں۔

اور ضمناً یہ بھی بتا دوں کہ سب سے زیادہ جو محتاج ہیں وہ ہمارے اسیرانِ راہ مولا ہیں۔ یہ انہی کی برکتیں ہیں جو ساری دنیا میں جماعت کروڑوں کی تعداد میں پھیل رہی ہے۔ چند اسیروں کی قربانیاں ہیں جو ہم سب کے کام آ گئیں۔ ان کیلئے ضرور دعا کریں اور شہداء احمدیت کے پسماندگان کے لئے۔ پس ان سب کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں ۔ اللہ سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے دعا کروائی۔